Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 04,
Jul – Sep 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

نکاح کی تفہیم، اہمیت، قانونی حیثیت، مقاصدِ نکاح، اور اس کے آداب و شرائط: نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں

Understanding Nikāḥ: Its Importance, Legal Status, Objectives, and Etiquettes and Conditions in the Light of the Teachings of Prophet Muḥammad ﷺ

Abdul Ghafoor
MPhil, Department of Islamic Studies, GCUF, Pakistan.

Version of Record
Received: 15-Jul-24 **Accepted**: 09-Aug-24
Online/Print: 23- Sep -2024

ABSTRACT

This study explores the concept of Nikāḥ (marriage) in Islamic law, focusing on its importance, legal status, and associated rules and conditions. The first chapter examines the linguistic and terminological meanings of Nikāḥ, emphasizing its significance in divine religions such as Judaism, Christianity, and Hinduism, alongside its central role in the Qur'an and Hadith. It discusses the legal rulings related to Nikāḥ and its implications. The second chapter highlights the legal nature of Nikāḥ, distinguishing it from a regular contract and illustrating that Nikāḥ is rooted in religious and moral principles, unlike contracts which are primarily based on worldly benefits. The chapter further elaborates on the objectives of Nikāḥ, including spiritual completeness, family protection, fulfillment of sexual desires, and the propagation of the Muslim community, as well as safeguarding chastity and promoting stability. The third chapter addresses the etiquettes and conditions of Nikāḥ, detailing its essential elements, prerequisites, and recommended practices. It also outlines prohibitions related to suckling, kinship, and marriage ties, along with a discussion on mahr (dower), its determination, and common issues related to it. The study concludes by emphasizing the benefits of Nikāḥ in fostering societal harmony and fulfilling religious obligations.

Keywords: *Nikāḥ, marriage, Islamic law, legal status, mahr.*

CC BY

تعارف موضوع

نکاح ایک مقدس اور بنیادی اسلامی فریضہ ہے جس کا مقصد انسانی زندگی کو روحانی، معاشرتی اور اخلاقی اصولوں کے تحت ترتیب دینا ہے۔ اسلام میں نکاح کو نہ صرف ایک شرعی عمل کے طور پر بلکہ معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہ عمل فرد کی زندگی میں دین و دنیا کے توازن کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی و خاندانی نظام کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن و حدیث میں اسے نصف ایمان کہا گیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے نکاح کو پاکدامنی، عفت اور سکون کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ یہ انسان کو جنسی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھتا ہے اور معاشرتی فلاح و بہبود میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تحقیق نکاح کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، اس کی اہمیت، اور الہامی مذاہب میں اس کی حیثیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ ساتھ ہی اسلامی نقطہ نظر سے نکاح کی قانونی حیثیت، اس کے آداب و شرائط، اور اس کے معاشرتی و روحانی فوائد کو واضح کیا گیا ہے۔ اس مطالعے کا مقصد نکاح کے مختلف پہلوؤں کو علمی و تحقیقی بنیادوں پر سمجھنا اور اسلامی معاشرتی نظام میں اس کے کردار کو اجاگر کرنا ہے۔

مبحث اول: نکاح کی تفہیم اور قرآن وحدیث سے اہمیت وضرورت

أ. نکاح کا لغوی معنی

نکاح کے لغوی معنی میں علماء نے مختلف تعبیرات و توجیہات بیان کی ہیں۔ بعض نے نکاح کا اصل معنی عقد بیان کیا اور یہ کہا کہ جماع کے معنی میں استعارۃ استعمال ہوتا ہے۔ بعض نے نکاح کا لغوی معنی "ملنا اور جمع کرنا" بیان کیا ہے، جیسے علامہ شریف الجرجانی "المفردات" میں بیان کرتے ہیں "النکاح:ھو فی اللغة الضم والُجمع"[1] (نکاح لغت میں ملنے اور جمع کرنے کو کہتے ہیں)۔ علامہ راغب اصفہانی " المفرادت فی غریب القران " میں لکھتے ہیں : "اصل النکاح للعقد ، ثم استعیر للجماع"[2] نکاح اصل میں عقد کے معنی میں ہے پھر اس کو جماع کیلئے استعارۃ ذکر کیا گیا۔ علامہ راغب اصفہانی نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جماع کیلئے جتنے بھی الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام استعارۃ استعمال ہوتے ہیں کیونکہ جس طرح وطی کا صراحت کے ساتھ ذکر کرنا ناپسندیدہ ہے اسی طرح جماع کا صراحت کے ساتھ ذکر کرنا بھی ناپسندیدہ ہے ۔ بعض نے نکاح کا لغوی معنی وطی بیان کیا ہے، جیسے علامہ فیروز آبادی "القاموس المحیط " میں لکھتے ہیں: **النکاح الوطئ**[3] (نکاح کا معنی عمل ازدواج ہے)

ب. نکاح کی اصطلاحی تفہیم

جس طرح نکاح کے لغوی معنی میں علمائے لغت کے مختلف اقوال ہیں اسی طرح اصطلاحی معنی میں بھی علمائے لغت وفقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ اب ہم علمائے لغت وفقہائے کرام علیہم الرحمہ کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں۔ علامہ جرجانی، التعریفات میں نکاح کی تعریف لکھتے ہیں: **فی الشرع عقد یرد علی تملیک منفعه البضع قصدا**[4] شریعت میں (نکاح) قصدا ایسا عقد کرنا جس سے عورت کی شرمگاہ سے منفعت حاصل کرنے کا مالک ہو جائے۔

علمائے لغت وفقہائے کرامؒ کی بیان کردہ تعریفات میں اگرچہ الفاظ مختلف ہیں مگر ان تمام تعریفات کا مفہوم ومال ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسا عقد جس سے مرد وعورت کی بضع (شرمگاہ) سے فائدہ حاصل کریں۔

ج. قرآن وحدیث میں نکاح کی اہمیت

دین اسلام ایسا دین ہے کہ جس میں انسان کی زندگی کے ہر ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ **اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَالَاتُرْجَعُوْنَ** اللہ رب العزت نے انسان کو تخلیق کیا اور سوالیہ انداز میں مخاطب ہوا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہیں بیکار پیدا کیا؟[5] پھر خود ہی جواب ارشاد فرمایا اور مقصد تخلیق کو "**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** کے ساتھ بیان کر دیا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں زندگی کا ہر لمحہ اور ہر پہلو اللہ رب العزت کے احکام کے مطابق گزارنا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ توجب زندگی کا ہر لمحہ احکامات کے مطابق گزارنا عبادت ہے تو اللہ پاک نے قرآن حکیم میں اور پھر اپنے محبوب ﷺ کے ذریعہ انسان کی زندگی کے ہر ہر پہلو کیلئے احکامات کو واضح بیان کیا۔ اور اپنے محبوب ﷺ کی حیات کو کامل نمونہ قرار دیا۔

لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوااللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَوَذَكَرَاللّٰهَ كَثِيْرًا[6]

انسان کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے تو اللہ رب العزت نے انسان کے اس پہلو کے متعلق بھی احکامات بیان فرمائیں ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنے عمل مبارک اور اقوال طیبہ کے ساتھ اپنی امت کے لئے رہنمائی فرمائی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی ترغیب دی اور جو اس رشتہ میں منسلک ہوگا اس کے اجر وثواب کو بھی بیان کیا۔ ذیل میں ہم نکاح کے متعلق چند آیات اور پھر احادیث مبارکہ کو ذکر کریں گے۔ جس سے نکاح کی فضیلت واہمیت واضح ہو سکے گی۔

قرآن پاک میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآىِٕكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

سورہ نور میں ارشاد فرمایا[7] اور تم اپنے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا، اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا بہت جاننے والا ہے۔ اور جو لوگ نکاح کرنے کی گنجائش نہیں رکھتے وہ اپنی پاکیزگی برقرار رکھیں حتیٰ کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے۔

"پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن[8] اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ اسلام جو دین فطرت ہے وہ سماج کو پاک صاف رکھنے اور بے حیائی سے بچانے کے متعلق صرف وعظ ہی نہیں کرتا بلکہ عملی تجاویز بھی دیتا ہے اور مشکلات کا صحیح حل بھی پیش کرتا ہے۔"

لہذا جس سماج میں ایسی خواتین بکثرت ہوں جو بن بیاہی ہوں تو اس سماج میں جذبات کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہذا تحفظ اور احتیاط کے باوجود شدت جذبات سے مجبور ہو کر وہ غلط قدم اٹھا سکتی ہیں۔ شیطان بڑی آسانی سے انہیں ورغلا کر گمراہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں حکم دیا جارہا ہے کہ مسلمان ایسے مرد وخواتین کی طرف سے غفلت اور بے پروائی نہ کریں بلکہ ان کا نکاح کر کے ان کو گھروں میں بسانا اپنا اخلاقی فرض سمجھیں۔ اس طرح ایک تو ان کی حالت بدل جائے گی اور وہ مایوسی کی زندگی سے نکل کر عملی دنیا میں اپنی بہترین صلاحیتوں کا نفع بخش مظاہرہ کر سکیں گی۔ دوسرا سماج ان کی لغزش کے نتائج سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے "**یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض المبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء** (صحیحین) اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے کیونکہ شادی کرنا اس کی نظر کو پاک کر دے گا اور اس کو گناہ سے بچالے گا اور جو شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے۔ یہ حکم صرف آزاد مردوں اور عورتوں کے لیے نہیں بلکہ غلام مرد اور کنیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ وہ بھی انسان ہیں اور ان کے بھی فطری جذبات ہیں۔ اگر تم ان کی اس معاملہ میں مدد نہیں کرو گے تو پھر اور کون کرے گا۔

زیادہ تر لوگ مفلسی اور غربت کو شادی نہ کرنے کا سبب بنائے رہتے ہیں۔ لڑکی والے چاہتے ہیں کہ لڑکا بڑا امیر ہو۔ لڑکے والوں کی خواہش ہوتی ہے کہ لڑکی کے والدین بہت امیر ہوں تاکہ زیادہ جہیز ملے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقر و تونگری عارضی چیزیں ہیں۔ اگر شریف قابل اور نیک رشتہ مل رہا ہے تو قبول کر لیں۔ باقی رہا افلاس تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں وہ اس افلاس کو پل بھر میں دور کر سکتا ہے۔

"مولانا عبد الرحمان کیلانی اپنی تفسیر تیسیر القرآن 9 میں لکھتے ہیں کہ سماج کے فواحش سے طہارت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ معاشرے میں سے کوئی فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت بغیر نکاح کے نہ رہے۔"

ہمارے سماج میں عام طور پر رنڈے مرد و عورت کے نکاح کو معیوب سمجھا جانے لگا ہے۔ اور کوئی بندہ ہمت کر کے نکاح کر بھی کرلے تو اسے طعن و تشنیع کیا جاتا ہے یا کم از کم اس کے اس کام پر ناک بھوں ضرور چڑھاتے ہیں۔ کہ اس کے ہاں اولاد موجود ہے تو اسے نکاح کی کیا ضرورت؟ انھیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کا یہ رویہ آیات اللہ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اس رواج کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ تو مغربی تہذیب سے مرعوبیت ہے۔ جہاں یک زوجگی کا قانون رائج ہے۔ یا پھر خوشی اور حرام کی سب راہیں کھلی ہیں اور یہ لوگ یہاں بھی یہی کچھ چاہتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ اولاد اپنے رنڈے باپ یا بیوہ ماں کے نکاح میں آڑے آجاتی ہے۔ اور اس کا بڑا سبب عموماً یہ ہوتا ہے کہ اگر اولاد پیدا ہوئی تو وہ وراثت میں شریک بن جائے گی۔ یا پھر جھوٹی قسم کی غیرت ہوتی ہے۔ تیسری وجہ خاندانی منصوبہ بندی والوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ اور اسی وجہ سے بلوغت کے بعد تادیر مجرد رہنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہ سب وجوہ مل کر ایک ایسا ماحول بن گیا ہے۔ جس میں حرام کاری کے لیے تو سب سہولتیں میسر ہیں۔ مگر حلال کاموں پر عمل پیرا ہونا بہت مشکل بنا دیا گیا ہے۔

ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت خواہ کسی عمر کی ہو اس کا ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔ اور یہ بات احادیث میں پوری وضاحت سے مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کوئی بھی عورت جو ولی کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ لہٰذا اولیاء کو یہی حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ مجرد لوگوں کے نکاح کریں۔

د. نکاح کا شرعی حکم

اس پر ائمہ مجتہدین تقریباً سبھی متفق ہیں کہ جس شخص کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں غالب گمان یہ ہو کہ وہ حدود شریعت پر قائم نہیں رہ سکے گا گناہ میں مبتلا ہو جائے گا اور نکاح کرنے پر اس کی قدرت بھی ہو اور اس کے پاس وسائل بھی موجود ہوں تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض یا واجب ہے جب تک نکاح نہیں کرے گا گناہ گار رہے گا۔ ہاں اگر نکاح کے وسائل موجود نہیں کہ کوئی مناسب عورت میسر نہیں یا اس کے لیے مہر معجل وغیرہ کی حد تک ضروری خرچ اس کے پاس نہیں تو اس کا حکم اگلی آیت میں یہ آیا ہے کہ اس کو چاہیے کہ وسائل کی فراہمی کی کوشش کرتا رہے اور جب تک وہ میسر نہ ہوں اپنے نفس کو قابو میں رکھنے اور صبر کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ مسلسل روزے رکھے۔ اس سے غلبہ شہوت کو سکون ہو جاتا ہے۔

مذکورہ آیات و احادیث سے نکاح کی اہمیت واضح ہو گئی کہ اللہ رب العزت نے خود نکاح کرنے کا حکم دیا اور تنگدستی ختم ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب نکاح کو بتایا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی نکاح کی اہمیت کو مختلف اوقات میں مختلف انداز میں بیان کیا کہیں نکاح کو اپنی سنت قرار دے کر نکاح کی ترغیب دلا کر نکاح کی اہمیت کو بیان کیا اور کہیں نکاح کو آنکھوں اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ قرار دیا اور چونکہ نکاح مرد و عورت کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جس پر معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو مرد جب نکاح کرنے کا ارادہ کرے تو عورت کے دین کو پیش نظر رکھے اور عورت بھی مرد کے دین کو ہی پیش نظر رکھے۔

مبحث دوم: نکاح کی قانونی حیثیت

اسلام کے اعتبار سے خاندان کی تشکیل ایک خاص شرعی رسم کے تحت ہوتی ہے جو انسان کی دونوں صنفوں یعنی (مرد و عورت) کے درمیان انجام پاتی ہے جنکو نکاح کے بعد زوجین کہا جاتا ہے لہذا سب سے پہلے نکاح کی قانونی حیثیت کو واضح کرنا ضروری ہے ۔ تاکہ اسلامی نقطہ نظر سے نکاح کی حقیقت و حیثیت واضح ہو سکے۔ نکاح کا مروجہ سیکولر تصور صرف ایک سماجی معاہدہ شمار ہوتا ہے برصغیر پاک و ہند میں برطانوی سامراج کی رائج کردہ قانونی و عدالتی نظام کے تحت دو سو سال سے عدالتیں جو فیصلے کرتی چلی آ رہی ہیں اور ان کے فیصلے نظائر کی صورت میں جس طرح ہمارے ہاں موجود ہیں تو ان دو سو سال کے عرصے پر محیط اکثر عدالتی فیصلوں کی روشنی میں جو بات عام طور پر ذہن میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ نکاح مرد و عورت کے درمیان صرف ایک آزادانہ معاہدہ ہے حالانکہ اسلام اور دیگر الہامی مذاہب میں اس تصور کو بالکل قبول نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام میں نکاح کو دو خاندانوں کا اجتماع قرار دیا گیا ہے اور نکاح کو خاندان میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی وجہ سے تمام مذاہب میں رسم و رواج الگ ہونے کے باوجود ان کا یہ سب خاندان کی اہمیت پر متفق ہیں[10]

حالانکہ سیکولرزم بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ مختلف مذاہب کی رسومات (یعنی ولادت، نکاح وطلاق اور موت وحیات وغیرہ کی رسومات شامل ہیں) میں زیادہ دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا [11]

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن[12] میں لکھتے ہیں کہ "حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یتیم بچیاں جو اپنے سرپرستوں کی نگرانی میں ہوا کرتی تھیں ان کے سرپرست ان کی دولت اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیتے"۔ اور باپ کا سایہ اٹھ جانے کے بعد ان کے حقوق کا محافظ اور ان کے دکھ درد میں ان سے ہمدردی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو نہ تو ان یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح کرتے وقت ان کو ان کی حیثیت کے مطابق مہر دیا جاتا اور نہ نکاح کے بعد ان کے حقوق ادا کئے جاتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ جب تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ان بے سہارا بچیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرسکو گے تو ان کے ساتھ نکاح نہ کرو بلکہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں چار تک نکاح کرسکتے ہو۔

مبحث سوم: مقاصدِ نکاح، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں

انسانی فطرت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ادارہ یا فرد جب کسی کام کا آغاز کرتا ہے تو اس کے اغراض و مقاصد کا تعین کرتا ہے نیز اس کی حکمتوں، فوائد و ثمرات، خامیوں اور خوبیوں الغرض مستقبل کے تمام نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے ابتداء کرتا ہے تاکہ پیش آمدہ خطرات سے بچا جا سکے اور اس کام کو احسن انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ فریقین کا عقد نکاح میں آنا بھی چونکہ ایک اہم ادارہ (خاندان) کی بنیاد بنتا ہے لہٰذا نکاح کے مقاصد کا جاننا اور بھی ضروری ہے اسی لئے نکاح کے بہت سارے مقاصد میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے الفاظ میں مقصد نکاح کی وضاحت کچھ اس طرح ہے

و حدثني أبوبكربن نافع العبدي حدثنا بهزحدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس أن نف امن أصحاب النبي سألواأزواج النبي عن عمله في السرفقال بعضهم لاأتزوج النساوقال بعضهم لا آكل اللحم وقال بعضهم لا أنام على فراش فحمدالله وأثنى عليه فقال مابال أقوام قالواكذا وكذا لكني أصلي وأنام وأصوم وأفطروأتزوج النسا فمن رغب عن سنتي فليس مني[13]

حضرت انسؓ روائت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے رسول اللہ کی ازواج مطہرات کے خفیہ اعمال کے بارے میں سوال کیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ میں شادی نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کسی نے کہا کہ میں آج کے بعد آرام نہیں کروں گا تو آپ

ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے شادی بھی کی ہے۔

لہذا خبردار جس نے میری سنت سے روگردانی کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیا کی سنت ہیں۔ (۱) خفا (مہندی) (۲) عطر (۳) مسواک (۴) نکاح[14]

أ. دین وایمان کی کاملیت

نکاح کا بنیادی مقصد ایمان کا مکمل کرنا ہے۔ گویا شادی کرنا عبادت ہے جس سے انسان اپنے نصف دین کو مکمل کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

اذا تزوج العبد فقد استكمل(كمل) نصف الايمان فليتق الله فى النصف الباقى15

جب بندہ شادی کرتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے، باقی نصف ایمان کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

"من رزقه الله امراةصالحةفقداعانه الله على شطردينه فليتق الله فيالشطرالثانى"[16]

"جسے اللہ کریم نیک بیوی عطا کر دے تو اس نے اسے نصف دین پر مدد دی اسے چاہئے کہ باقی نصف میں بھی اللہ سے ڈرے" صاحب فیض القدیر اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ (اللہ نے) تقوی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے شادی کرنے کے ساتھ نصف تقوی حاصل ہو جاتا ہے اور باقی نصف اس کے علاوہ ہے۔

ب. افراد گھر کی حفاظت

بسا اوقات نکاح کا مقصد گھر کے افراد کی تعلیم وتربیت اور ادب وتائید ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ، قَالَ:سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِؓ، يَقُولُ:تَزَوَّجْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا تَزَوَّجْتَ؟ فَقُلْتُ:تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا، فَقَالَ:مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، فَقَالَ عَمْرٌو:سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ".

جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے غزوہ احد میں اپنے باپ کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے شادی کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔ جسے امام بخاری نے مختلف مقامات پر ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔[17]

”حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ فوت ہو گئے اور سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گے۔ تو میں نے مناسب سمجھتے ہوئے بیوہ عورت سے شادی کر لی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر تو نے شادی کر لی ہے میں نے کہا جی یا رسول اللہ۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا کنواری ہے یا ثیبہ ہے؟ جواب دیا کہ ثیبہ سے تو فرمایا کہ تو کنواری سے شادی کیوں نہیں کی تو اس کے ساتھ کھیلتا اور تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس سے ہنستا اور وہ تیرے ساتھ ہنستی مسکراتی حضرت جابر نے جواب دیا (میرے والد) عبد اللہ فوت ہو گئے اور اپنی بیٹیاں چھوڑ گئے میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ان کی طرح کی عورت سے شادی کروں۔ اس لیے میں نے اس عورت سے شادی کی ہے جو ان کی حفاظت کرے اور ان کی اصلاح کرے تو آپ وﷺ نے فرمایا: کہ اللہ پاک آپ کے لئے برکت کرے۔

نکاح کا دوسرا بنیادی مقصد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

ج. جنسی خواہشات، ذہنی آلودگی اور شیطانی خیالات وافعال سے تحفظ

بلاشبہ جنسی خواہشات، تمام خواہشات انسانیہ پر حاوی ہے جو کہ فرد سے تکمیل و تسکین کا تقاضہ کرتی ہے اور اگر اسے اسباب تسکین مہیانہ کیے جائیں تو وہ نہ صرف فرد کو شدید اضطراب میں مبتلا کر دیتی ہے بلکہ بسا اوقات ہلاکت کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کر دیتی ہے اور اس کی تکمیل کا فطری اور عمدہ ترین ذریعہ نکاح ہے جس سے حواس خمسہ کی افزائش کے ساتھ ساتھ نظر حرام سے بچ جاتی ہے اور دل حلال پر قانع ہو جاتا ہے۔

بنی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حدثناعمروبن علي حدثناعبد الأعلى حدثنا هشام بن أبي عبد الله عن أبي الزبيرعن جابر أن رسول الله رأى امرأة فأتى امرأته زينب وهي تمعس منية لها فقضى حاجته ثم خرج إلى أصحابه فقال إن المرأة تقبل في صورة شيطان وتدبر في صورة شيطان فإذا أبصرأحدكم امرأة فليأت أهله فإن ذلک يردما في نفسه[18]

”عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو ایسی عورت نظر آئے جو اسے اچھی لگے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اہل کے پاس آئے یہ عمل اس چیز کو ختم کر دے گا جو اس کے نفس میں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ[19]

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاو مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو مولانا عبد الرحمان کیلانی اپنی تفسیر تیسیر القرآن[20] میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کے شان نزول میں دو طرح کی احادیث آئی ہیں۔
ایک یہ کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس اس کے پیچھے سے آئے تو بچہ بھینگا ہوتا ہے (ان کے اس خیال کی تردید میں) یہ آیت نازل ہوئی۔
دوسری یہ کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے کہ میں ہلاک ہو گیا آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا؟ کہنے لگے میں نے آج اپنی سواری پھیر لی۔ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا تاآنکہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی پھر آپ ﷺ نے فرمایا آگے سے صحبت کرو یا پیچھے سے مگر دبر میں یا حیض کی حالت میں مجامعت نہ کرو۔ گویا اس آیت میں بیوی کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ واضح کر دیا کہ نطفہ جو بیج کی طرح ہے صرف سامنے (فرج) ہی میں ڈالا جائے۔ خواہ کسی بھی صورت میں ڈالا جائے، لیٹ کر، بیٹھ کر، پیچھے سے بہر حال فرج ہی میں ڈالا جائے اور پیداوار یعنی اولاد حاصل کرنے کی غرض سے ڈالا جائے۔ یعنی اولاد کی خاطر اور اپنی نسل برقرار رکھنے کے لیے یہ کام کرو۔ تاکہ تمہارے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد تمہاری جگہ پر دین کا کام کرنے والے موجود ہوں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کرو انہیں علم سکھلاؤ اور دیندار بناؤ ان کے اخلاق سنوارو اور اس کے عوض آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھو۔
الغرض مسلم نوجوانوں کے لیے جنسی خواہش کی تسکین کا واحد ذریعہ نکاح ہے جو کہ خاندان و معاشرہ کی بقاء کا ضامن بھی ہے اور جنسی خواہش کی تکمیل بھی اس کا بنیادی مقصد ہے۔

د. تکاثر امت

نکاح کا ایک بڑا مقصد کثرت نسل ہے شادی عمدہ اولاد کا بہترین ذریعہ ہے اس سے نسل زیادہ ہوتی ہے، زندگی کا تسلسل رہتا ہے ان اسباب کی محافظت بھی ہوتی ہے جن کی سرپرستی اسلام نے بڑے اچھے طریقے سے کی ہے۔ امت محمدیہ قیامت کے دن سب امتوں سے بڑی ہو گئی اور اس پر ہمارے پیغمبر ﷺ فخر کریں گے ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ امت میں اضافے کی فکر کریں ایسی عورتوں سے شادی کریں جن سے بکثرت نسل پھیلے بلکہ مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں گی اور سب سے اولاد ہو تو مرد کی نسل کس قدر زیادہ ہو گی کم از کم چار گنا زیادہ بنسبت اس شخص کے جس کی صرف ایک ہی بیوی ہو
نکاح کے اس مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

حدثنا أحمد بن إبراهيم حدثنا يزيد بن هارون أخبرنامستلم بن سعيد ابن أخت منصور بن زاذان عن منصور يعني ابن زاذان عن معاوية بن قرة عن معقل بن يسارقال

جا رجل إلى النبي فقال إني أصبت امرأة ذات حسب وجمال وإنها لا تلد أفأتزوجها قال لا ثم أتاه الثانية فنهاه ثم أتاه الثالثة فقال تزوجواالودود الولود فإني مكاثربكم الأمم [21]

"ایک دن ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک خوبصورت اور حسب و نسب والی عورت ہے لیکن اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی کیا میں اس سے نکاح کر لو تو آپ ﷺ نے فرمایا "نہ کرو" پھر وہ دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "نہ کرو" پھر وہ تیسری مرتبہ (اجازت لینے) حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا"

کثرت نسل میں وہ عمومی مصالح اور خصوصی منافع ہیں جن پر اقوام بہت حرص رکھتی ہیں کہ ان کی افرادی قوت زیادہ ہو اس طرح کہ جن کے بچوں کی تعداد زیادہ ہو اور ان کی نسل کثیر ہو انہیں بطور حوصلہ افزائی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ قدیم قول ہے کہ عزت زیادہ والے کے لئے ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو توڑنے والی کوئی چیز اس پر غالب نہ آسکے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایک آدمی کو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں مذکورہ مقصد کا تذکرہ کرتے ہیں،

سورۃ نساء میں ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّاتُقْسِطُوْافِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْامَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْافَوَاحِدَةً اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا[22]

"کہ اگر تم اس بات سے گھبراتے ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر تم کو جو عورتیں پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، اور چار چار سے تم نکاح کر سکتے ہو"

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ "نساء" کا لفظ جمع پر بولا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس سے آپ ﷺ کا مقصود امت مسلمہ میں اضافہ کرنا ہے جس کی کثرت پر آپ ﷺ قیامت کے دن باقی امتوں پر فخر کریں گے۔ اسی طرح زیادہ شادیاں کرنے سے آدمی کی نسل بڑھتی ہے جو کہ نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی[23] فرماتے ہیں کہ نکاح کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد نسل بڑھانا ہے اور ایک مرد بہت زیادہ عورتوں کو بارآور کرنے کے لئے کافی ہے" یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے یہ کیسے معلوم ہو گا کہ فلاں عورت زیادہ بچے جنتی ہے یا نہیں یا اس کے ہاں افزائش نسل ہو گی یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا اندازہ مختلف قرآئن سے لگایا جائے گا۔ مثلاً اس عورت کے خاندان کی دوسری عورتوں کے حالات معلوم کر کے یا اسکی صحت، عمر کے حساب سے بھی اندازہ کیا جا

سکتا ہے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اسلام میں بلاوجہ ضبط ولادت کو پسند نہیں کیا گیا ہاں اگر عورت کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ماں کے عہدے پر فائز ہو تو اس صورت میں کچھ ٹائم کے لئے وقفہ کیا جا سکتا ہے۔

٥. تحفظ مال وگھر

مال وگھر کی حفاظت نکاح کے بنیادی مقاصد میں سے ہے عورت بنیادی طور پر خاتون خانہ ہے عورت کی اصل ذمہ داری گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش وتربیت اور گھریلو کام کاج کو بجالانا ہے اس لیے کسی ریاست، کسی انجمن، کسی معاشرہ، کسی ایسوسی ایشن اور خود کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ گھر کو اجاڑ کر زندگی کے دوسرے شعبوں کے بناؤ سنگھار میں لگ جائے۔ اگر وہ اپنی بنیادی ذمہ داریاں ترک کر کے سیاست ومعیشت اور فلسفے کی گتھیاں سلجھانے لگ جائے اور وسیع معاشرہ کے دائرے میں اپنی جولانیاں دکھانے لگے تو ان کا یہ فعل مناسب نہیں ہے۔ قرآن کریم میں واضح حکم ہے۔

> وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[24]

> نکاح کرنے سے ایک طرف تو گھریلو کاموں میں نظم آتا ہے دوسری طرف اس کا بیرونی کام بھی منظم ہوتا ہے اس سے انسان کی ذمہ داری کی حد بندی ہو جاتی ہے۔ جو خاوند اور بیوی ہر ایک کے ذمہ ہے عورت گھریلو کام کاج کا خیال رکھتی ہے، اولاد کی تربیت کرتی ہے اور خاوند کے لئے ایسی اچھی فضا پیدا کرتی ہے کہ جس سے اسکی تھکاوٹ کو آرام پہنچے اور وہ چستی پائے اور ان مشقتوں سے سکون پائے جو اسے کمائی کرنے سے اور گھر کے اخراجات کے مہیا کرنے میں پیش آتی ہے اسی عدل وانصاف کی حامل تقسیم کا یہ فائدہ بھی ہے کہ ہر ایک اپنے فطری کام کو اس طرح انجام دے گا جس سے اللہ پاک بھی راضی ہوں گے اور معاشرے میں دیگر ثمرات بھی حاصل کر سکیں گے۔

گویا عورت کو چاہیے کہ وہ خاوند کی عدم موجودگی میں اس کے مال وگھر کی مکمل حفاظت کرے اور کسی طرح بھی خیانت کی مرتکب نہ ہو۔ قرآن کریم میں نیک عورتوں کی دیگر خصوصیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد مبارکہ ہے۔

> اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا[25]

"پس نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبرداری کرنے والی ہیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو) کی حفاظت کرنے والیاں ہیں"

واضح رہے کہ جن روایات میں عورتوں کا اپنے خاوندوں کے مال سے صدقہ و خیرات کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ وہ خاوند کی پیشگی اجازت اور رضامندی کے ساتھ مشروط ہے حتی کہ عورت کا ظن غالب یہ ہو کہ خاوند کے مال سے صدقہ کرنے سے ناراض نہیں ہو گا تو عورت کو اپنے خاوند سے کسی تحریری اجازت نامے کی ضرورت نہیں بلکہ خاوند کے رویے ہی کو اس کی اجازت سمجھا جائے گا لیکن اگر اس کی طبیعت اس کے منافی ہو اور وہ اپنی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے پر برہم ہوتا ہو تو پھر بلا اجازت صدقہ کرنا درست نہیں۔

بلکہ امام نوویؒ مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بیوی اور غلام کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ خاوند اور مالک کی اجازت سے صدقہ کریں ورنہ انہیں صدقہ کرنے پر اجر تو درکنار، روز قیامت وہ جوابدہ ہوں گے۔

و. راحت و سکون کا حصول

بلاشبہ راحت و سکون کے حصول کا فطری طریقہ نکاح ہے جس سے روحانی و جسمانی اضطراب سے نجات ملتی ہے اور نہ صرف نظر حرام کی طرف جھانکنے سے بچ جاتی ہے بلکہ دل حلال پر قانع بھی ہو جاتا ہے اللہ پاک کا فرمان ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ 26

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے نفسوں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت بنادی بے شک اس میں اس قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت نکاح کے ذریعہ راحت و سکون ہونے پر واضح دلیل ہے۔

مولانا عبدالرحمان کیلانی تفسیر تیسیر القرآن[27] میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مٹی کے پتلے سے ہی اس کا جوڑا پیدا کیا ہے جو انسانیت کے لحاظ سے ایک ہی جنس ہے۔ لیکن جسمانی ساخت کے لحاظ سے یہ دو قسمیں ہیں۔ جو دونوں ایک دوسرے کے طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی۔ مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے سکون ملتا ہے۔ اور دونوں میں ایک دوسرے کے لیے اس قدر کشش رکھ دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ رہ کر سکون حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کسی جوڑے کو لڑکے عطا کرتا ہے اور کسی کو لڑکیاں اور کسی کو ملی جلی اولاد دیتا ہے مگر نوع انسانی پر کبھی ایسا دور نہیں آیا کہ دنیا میں مرد اتنے زیادہ ہو گئے ہوں کہ انھیں بیویاں نہ مل سکیں یا عورتیں اس قدر زیادہ پیدا ہو جائیں اور مردوں کی تعداد ان کے مقابلہ میں اتنی کم ہو کہ عورتوں کو کوئی خاوند ہی میسر نہ آئے۔ گویا مرد و عورت کی تخلیق میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس تناسب کا خیال رکھا ہے جو بقائے نوع انسانی کے لیے ضروری ہے۔ پھر مرد اور عورت کے اسی جذبہ کے نتیجہ میں ہی بقائے نسل انسانی کا راز مضمر ہے۔ اسی سے خاندان اور قبیلے

بنتے ہیں اور تمدن و معاشرت کی داغ بیل پڑتی ہے۔ پھر ان زوجین (میاں بیوی) میں اس قدر محبت رکھ دی کہ وہ ایک دوسرے پر فنا ہونے کو تیار ہو جاتے ہیں اور پیدا ہونے والی اولاد کے حق میں دونوں شفیق ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہی احساسات و جذبات ان دونوں میں اس حد تک پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے مقدس رشتہ ازدواج کو تازیست نباہنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ زوجین میں یہ جذبات واحساسات پیدا نہ کرتا تو کیا زمین کی آبادی یا نسل انسانی کی بقا ممکن تھی۔ اور کیا یہ کام اللہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ کر سکتا ہے؟ یا بے جان، بے شعور اور اندھے مادے کے اتفاقات سے یہ ممکن ہے کہ وہ ان حکمتوں اور مصلحتوں کا لحاظ رکھ سکے؟

ز. عفت وعصمت اور پاکدامنی

بلاشبہ ہر ایک سلیم الفطرت شخص عفت و عصمت اور پاکدامنی کو پسند کرتا ہے اور اس کا مکمل حصول تو نکاح کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اسی لئے مقاصد نکاح میں اس (عفت و عصمت) کو ممتاز مقام حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ مرد کی عزت گوارا نہیں کرتی کہ اس کی بیوی کسی اور مرد کے ساتھ بھی مزے لے کر باتیں کرے، کسی اور کے حسن و جمال کے تذکرے کرے یا کسی بھی طرح کی دلچسپی کا مظاہرہ کرے یا غیر محرموں کے سامنے اپنے حسن کا اظہار کرے۔ ویسے بھی اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کا اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کے سامنے بناو سنگھار کر کے آنا درست نہیں ہے ہاں غیر محرم سے ضرورت کے موقع پر سنجیدگی سے بات کی جا سکتی ہے۔ لہذا ایک سمجھدار خاتون وہی ہے جو اپنی تمام دلچسپیوں کا محور اپنے شوہر کو بنالے اوراس کے ساتھ تمام قسم کی پیار بھری باتیں کرے اسی کے سامنے اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ کرے اور کبھی اپنے بارے میں شک کا موقع پیدا نہ ہونے دے۔

قرآن وسنت کی تعلیمات بھی یہی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ الی اخرہ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ[28]

"اور آپ اہل ایمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ نظریں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"

پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن[29] میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "پہلے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب مومن عورتوں کو ان آداب واحکام کی پابندی کا حکم دیا جا رہا ہے جن سے وہ اپنی ناموس اور آبرو کو محفوظ رکھ سکتی ہیں"۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو فرما رہے ہیں کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجئے کہ:

وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔

اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کریں۔

۳ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جس کے ظاہر کیے بناء چارہ نہیں۔

۴ اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینے کو ڈھانپ لیں۔
۵ زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت و آرائش ظاہر ہو۔
درمیان میں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا جن کے سامنے زینت کا اظہار ممنوع نہیں۔
یہ چھ ارشادات ربانی ہیں جو اس ایک آیت میں ذکر کیے گئے ہیں۔

ح. تبلیغ اسلام

نہ صرف نبی کریم ﷺ بلکہ تمام انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد اسلام کی تبلیغ تھی اور اس مقصد میں کامیابی کے لئے نکاح کو بنیادی حیثیت حاصل ہے لہذا نبی کریم ﷺ کا مختلف قبائل کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی اسی مقصد کے لئے تھا۔ نبی کریم ﷺ کے مقاصد نکاح کی مزید وضاحت کے لئے ان مقاصد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ط. تعلیمی مقصد

آپ ﷺ کے تعدد ازواج کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ چند ایسی معلمات تیار ہو جائیں جو عورتوں کو شرعی مسائل کی تعلیم دیں کیونکہ عورتیں معاشرے کا نصف حصہ ہوتی ہیں اور ان پر ویسے ہی احکامات فرض ہیں جیسے مردوں پر فرض ہیں پھر عورتوں کی اکثریت ایسی تھی جو فطرتاً بعض شرعی مسائل کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال کرتی تھی خصوصاً وہ مسائل جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جیسا کہ حیض، نفاس اور وظیفہ زوجیت وغیرہ کے متعلق اور وہ پیغمبر اسلام جو شرم وحیا کے پیکر تھے جیسا کہ کتب احادیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ باپردہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے بھلا اس سے عورتیں شرم کیوں نہ کرتیں اس لیے مجسمہ حیا کے بس کی بات نہ تھی کہ وہ عورتوں کے ہر مسئلہ کا جواب مکمل صراحت سے دیتے چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ کسی سوال کا جواب اشارہ و کنایہ سے دیتے تو عورتیں آپ ﷺ کے جواب کو سمجھ نہ پاتیں

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ انصار کی ایک عورت نے حیض سے متعلق مسئلہ پوچھا تو آپ نے اس کو غسل کا مکمل طریقہ سمجھانے کے بعد فرمایا کہ خوشبو لگی ہوئی روئی لیکر صاف کر لینا وہ کہنے لگی کہ میں اس کے ساتھ صفائی کیسے کروں سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے بتایا کہ اس روئی کو لیکر اپنے مقام مخصوصہ پر رکھ اور اس سے صفائی کے نشانات صاف کر دو اور پھر میں صراحت سے عضو مخصوصہ کی نشاندہی کر دی اب بتایئے شرم وحیا کا پیکر اس قسم کی صراحت کیسے کر سکتا ہے۔

اور اسی طرح شاذ و نادر ہی کوئی عورت ہوگی جو ضبط نفس کر کے اور شرم وحیا کو مغلوب کر کے اس قسم کے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرتی۔ اس صورت حال میں اگر آپ کی ازواج مطہرات یہ فریضہ انجام نہ دیتیں تو یقیناً خواتین کے مخصوص مسائل شرم وحیا کی بنا پر مخفی رہ جاتے۔

چنانچہ اسی طرح کا ایک اور واقعہ صحیحین میں بھی موجود ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ پاک حق بات سے نہیں شرماتا مجھے بتایئے کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا وہ غسل کرے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب وہ منی دیکھے تو حضرت عائشہ نے کہا کہ اے ام سلیم تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟

یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کو یہ جواب دیا اگر احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ مرد وزن کے نطفہ کے باہم امتزاج سے جنین پید ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[30]

مفتی شفیع عثمانی معارف القرآن میں فرماتے ہیں کہ

"اللہ پاک نے پیدا کیا انسان کو ایک مخلوط نطفہ سے امشاج، مشج یا مشیج کی جمع ہے جس کے معنی مخلوط کے ہیں۔ بعض مفسرین سے نقل کیا ہے کہ امشاج سے مراد اخلاص اربعہ یعنی خن، بلغم، سودا، صفراء ہیں جن سے نطفہ مرکب ہوتا ہے"[31]

چنانچہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ اگر امہات المومنین یہ فریضہ سرانجام نہ دیتیں تو آج سیرت نبویہ کا کوئی باب بھی ہمیں مکمل نظر نہ آتا ہر بالغ نظر تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جو دین کی زریں خدمات انجام دیں قرآن و سنت کو جس محنت شاقہ سے پھیلایا۔ عالم مستورات اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے عورتیں تو درکنار، بڑے بڑے اجل صحابہ و تابعین نے بھی حضرت عائشہ سے استفادہ کیا ہے۔

مبحث پنجم: نکاح کے آداب اور شرائط وضوابط

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر وقت ہر لحاظ سے بنی نوع کی بہتری چاہتا ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ مرد و عورت میں نفسانی خواہشات موجود ہیں۔ اسلام نے ان خواہشات کو پورا کرنے میں نہ ہی آزادی دی اور نہ ہی ان کو پورا کرنے میں مکمل طور پر پابند ی لگائی بلکہ اس کیلئے بھی کچھ قوانین واصول وضع کئے۔ یہاں پر انہی اصولوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اَ. اسلام میں نکاح کے آداب

اسلام میں نکاح کے مختلف آداب ہیں۔

1. جب شہوت کا نہ بہت زیادہ غلبہ ہو اور عنین (نامرد) بھی نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ مہر ونفقہ پر قدرت رکھتا ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے اور اگر ایسی حالت میں نکاح نہیں کرے گا تو گناہگار ہو گا۔ چونکہ اسلام میں اعمال کا دارومدار نیت پر ہے [32] اسلئے اگر اتباع سنت یا حصول اولاد اور اسی طرح گناہوں سے بچنے کی نیت سے نکاح کرے گا تو ثواب بھی حاصل ہو گا اور اگر فقط حصول لذت کی غرض سے نکاح کرے گا تو ثواب حاصل نہیں ہو گا۔

2. اگر شہوت کا غلبہ ہو کہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو اندیشہ زنا ہے اور ایسا شخص مہر ونفقہ پر قدرت بھی رکھتا ہو تو نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر اجنبی عورت کیطرف نگاہ اٹھنے سے آپنے آپکو نہیں روک سکتا تو ایسی صورت میں بھی نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

3. اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہیں کرے گا تو زنا کرلے گا تو ایسی صورت میں فرض ہے کہ نکاح کرے

4. اگر یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کے بعد مہر ونفقہ نہیں دے سکے گا یا ضروریات پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔
5. اوران باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح کرے گا تو نکاح ہو جائے گا۔[33]

ب. نکاح کے شرائط وضوابط

نکاح کے لئے چند شرائط وضوابط درج ذیل ہیں:۔

1. عاقل ہونا۔ مجنوں یا نا سمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہیں ہوا۔
2. بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھدار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔
3. گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو۔ گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
4. منکوحہ کی تعیین۔ یعنی گواہوں کو معلوم ہو کہ فلاں عورت سے نکاح ہو رہا ہے۔
5. ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ اگر دونوں (دولہا و دلہن) ایک مجلس میں موجود تھے، ایک نے ایجاب کیا، دوسرا قبول کرنے سے پہلے اٹھ گیا یا کوئی ایسا کام شروع کر دیا جس سے مجلس بدل گئی تو ایجاب باطل ہو گیا، اب قبول کرنا بیکار ہے۔ ایجاب دوبارہ سے کرنا ہو گا
6. قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو۔ مثلا کہا کہ ایک ہزار روپے مہر کے بدلے تیرے نکاح میں دی، جوابا اس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں کیا تو نکاح نہ ہوا۔
7. لڑکی بالغہ ہے تو اسکا راضی ہونا شرط ہے، ولی کو اختیار نہیں کہ اسکی رضامندی کے بغیر نکاح کر دے
8. کسی زمانہ آئندہ کیطرف نسبت نہ کی ہو، نہ کسی شرط نامعلوم پر مشروط کیا ہو مثلا (یوں کہے) کہ میں نے تجھ سے آئندہ روز میں نکاح کیا یا میں نے نکاح کیا اگر زید آئے تو ان صورتوں میں بھی نکاح نہی ہوا۔
9. نکاح کی اضافت (نسبت) کل (بدن) کیطرف ہو یا ان اعضا کی طرف جنکو بول کر کل مراد لیتے ہیں تو اگر یہ کہا، فلاں کے ہاتھ یا پاؤں یا نصف سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔[34]

ان شرائط کو امام قدوریؒ نے اپنی مشہور کتاب "مختصر القدوری" میں، 35 علامہ ابن ہمامؒ نے "شرح فتح القدیر" میں، 36 تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

مبحث ششم: خلاصہ بحث

نکاح ایک اہم اور مقدس اسلامی فریضہ ہے جس کی روحانی، معاشرتی، اور اخلاقی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ نہ صرف انسان کی جنسی خواہشات کو حلال طریقے سے پورا کرتا ہے بلکہ معاشرتی استحکام اور خاندانی نظام کو بھی مضبوط بناتا ہے۔ نکاح کے ذریعے افراد کی ذمہ داریاں بڑھتی ہیں، جو انہیں محنت اور اخلاقی خوبیوں کی جانب مائل کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ، نیک اولاد کی تربیت کے ذریعے انسان کی آخرت میں بھی کامیابی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ نکاح کے فوائد میں سکون، محبت، اور معاشرتی بہبود شامل

ہیں، جو ایک خوشحال معاشرہ کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس تحقیق نے نکاح کی تفہیم، اہمیت، اور اس کے قانونی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، جو اسلامی معاشرتی نظام میں اس کی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ علی بن محمد بن علی لزین الشریف الجرجانی، المفردات، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ، ص ۲۴۶

‘Alī bin Muḥammad bin ‘Alī Lizayn al-Sharīf al-Jurjānī, Al-Mufradāt, (Bairūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1403 H), 246

2۔ ابو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، بیروت، دار القلم، ۱۴۱۴ھ، ص ۲۴۶

Abū al-Qāsim al-Ḥusayn bin Muḥammad al-Ma‘rūf bi al-Rāghib al-Iṣfahānī, Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur’ān, (Bairūt: Dār al-Qalam, 1414 H), 246

3۔ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، القاموس المحیط، بیروت، موسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۲۶ھ، ص ۸۲۳

Majd al-Dīn Abū Ṭāhir Muḥammad bin Ya‘qūb al-Fīrūzābādī, Al-Qāmūs al-Muḥīṭ, (Bairūt: Mu’assasat al-Risālah li al-Ṭibā‘ah wa al-Nashr wa al-Tawzī‘, 1426 H), 823

4۔ علی بن محمد بن علی لزین الشریف الجرجانی، المفردات، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۵ھ، ص ۳۱۵

‘Alī bin Muḥammad bin ‘Alī Lizayn al-Sharīf al-Jurjānī, Al-Mufradāt, (Bairūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1405 H), 315

5۔ المومنون، 23

Al-Mu’minūn, 23

6۔ الاحزاب، 33:21

Al-Aḥzāb, 33:21

7۔ النور، 24:32

Al-Nūr, 24:32

8۔ پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵، جلد ۳، ص ۳۲۰

Pīr Karam Shāh al-Azharī, Tafsīr Ḍiyā’ al-Qur’ān, (Lāhaur: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 1995), Vol. 3, 320

9۔ مولانا عبد الرحمان کیلانی، تیسیر القرآن، لاہور، مکتبہ السلام، ۱۴۳۲ھ، جلد ۳، ص ۲۶۳

Mawlānā ‘Abd al-Raḥmān Kīlānī, Taysīr al-Qur’ān, (Lāhaur: Maktabah al-Salām, 1432 H), Vol. 3, 263

10۔ Encyclopedia of Religion and Ethics 8:463 to 471

11۔ النساء، 4:3

Al-Nisā’, 4:3

۔[12] پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۱، ص ۳۱۶

Pīr Karam Shāh al-Azharī, Tafsīr Ḍiyā’ al-Qur’ān, Vol. 1, 316

۔[13] ابو الحسین مسلم بن حجاج القیشری، الجامع الصحیح المسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث ۳۴۰۳

Abū al-Ḥusayn Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qaysharī, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth No. 3403

۔[14] ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، جلد ۱، ص ۱۲۲

Abū ‘Abdullāh Muḥammad bin ‘Abdullāh, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Vol. 1, 122

۔[15] امام أبي بكر احمد بن الحسین البیهقی الشافعی، الجامع لشعب الإيمان، بیروت، دار ابن کثیر، ۲۰۰۳، جلد ۲، ص ۴۶۵

Imām Abū Bakr Aḥmad bin al-Ḥusayn al-Bayhaqī al-Shāfi‘ī, Al-Jāmi‘ li Sha‘b al-Īmān, (Bairūt: Dār Ibn Kathīr, 2003), Vol. 2, 465

۔[16] أبو القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی، المعجم الأوسط، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۹۹۵، جلد ۱، ص ۵۲۲

Abū al-Qāsim Sulaymān bin Aḥmad al-Ṭabarānī, Al-Mu‘jam al-Awsat, (Bairūt: Dār Ibn Kathīr, 1995), Vol. 1, 522

۔[17] امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۵۲۴۷

Imām Muḥammad bin Ismā‘īl al-Bukhārī, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No. 5247

۔[18] ابو الحسین مسلم بن حجاج القیشری، الجامع الصحیح المسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث ۳۴۰۷

Abū al-Ḥusayn Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qaysharī, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth No. 3407

۔[19] البقرۃ، 2:223

Al-Baqarah, 2:223

۔[20] مولانا عبد الرحمان کیلانی، تیسیر القرآن، جلد ۱، ص ۱۷۱

Mawlānā ‘Abd al-Raḥmān Kīlānī, Taysīr al-Qur’ān, Vol. 1, 171

۔[21] ابو داود سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب النکاح، بر قم الحدیث ۲۰۵۰

Abū Dāwūd Sulaymān bin Ash‘ath, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth No. 2050

۔[22] النساء، 4:3

Al-Nisā’, 4:3

۔[23] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، مترجم مولانا خلیل احمد، لاہور، کتب خانہ شان اسلام، س ن، ص ۱۳۳

Shah Wali Allah, Ḥujjat al-Lāh al-Bālighah, Translated by Mawlānā Khalīl Aḥmad, (Lāhaur: Kutub Khānah Shān-e Islām, n.d.), 133

۔[24] الاحزاب، 33:33

Al-Aḥzāb, 33:33

۔[25] النساء، 4:4

Al-Nisā’, 4:4

26۔ الروم، 30:21

Al-Rūm, 30:21

27۔ مولانا عبد الرحمان کیلانی، تیسیر القرآن، جلد ۳، ص ۵۰۸

Mawlānā ‘Abd al-Raḥmān Kīlānī, Taysīr al-Qur’ān, Vol. 3, 508

28۔ النور، 24:24

Al-Nūr, 24:24

29۔ پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳، ص ۳۱۳

Pīr Karam Shāh al-Azharī, Tafsīr Ḍiyā’ al-Qur’ān, Vol. 3, 313

30۔ الدھر، 76:2

Al-Dahr, 76:2

31۔ مفتی شفیع عثمانی، معارف القرآن، جلد ۸، ص ۶۳۶

Muftī Shafī‘ ‘Uthmānī, Ma‘ārif al-Qur’ān, Vol. 8, 636

32 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۱

Muḥammad bin Ismā‘īl al-Bukhārī, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth No. 1

33۔ ابن عابدین، رد المختار، جلد ۴، ص ۳۴۵

Ibn ‘Abdīn, Radd al-Muḳhtār, Vol. 4, 345

34۔ ابن عابدین، رد المختار، جلد ۴، ص ۴۵۵

Ibn ‘Abdīn, Radd al-Muḳhtār, Vol. 4, 455

35۔ احمد بن محمد احمد القدوری، مختصر القدوری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۸، ص ۱۴۱۸

Aḥmad bin Muḥammad Aḥmad al-Qudūrī, Mukhtaṣar al-Qudūrī, (Bairūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2008), 1418

36۔ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام، شرح فتح القدیر، جلد ۳، ص ۱۹۰

Imām Kāmāl al-Dīn Muḥammad bin ‘Abd al-Wāḥid Ibn al-Humām, Sharḥ Fatḥ al-Qadīr, Vol. 3, 190